

(قسط ۱)

محدثین اور اصولیین کے نزدیک

خبر مشہور کی کیا تعریف و اہمیت ہے؟

مولانا اشتیاق اختر اصلاحی، ای ۲۹، قدم کا باغ، حیدر گنج لشکر گوالیار

علماء اور محدثین سب اس بات پر متفق ہیں کہ اسلامی شریعت میں قرآن کریم کو ہی بنیادی اہمیت ہے اور چاروں بنیادوں میں کتاب اللہ ہی کو بنیادی مرکز قرار دیا گیا ہے یہ خدائی کتاب ان اوامر کی اطاعت کو واجب ٹھہراتی ہے جس کا انھیں غور کرنے کا حکم دیا ہے اور جس کی توصیف قرآن حکیم نے اس طرح کی ہے "و ما ینبطھن من الھوی ان ھو الا وحی یوحی" (سورۃ النجم ۱-۳: ۳)

ترجمہ: (اور آپ ہوئی اور خواہش سے نہیں بولتے بلکہ آپ کا بنیادی مرکز وہ وحی ہے جو آپ پر اتاری ہے)

یہ دونوں آیتیں انھیں غور کے منصب رسالت کی اہمیت کو ثابت کرتی ہیں۔ وحی کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلی قسم وحی متوہیجہ یعنی وہ وحی جس میں معجزہ بھرا قرآن نازل ہوا۔ اور دوسری وحی غیر متلو کہلاتی ہے جو وحی کی طرح تو نازلے نہیں ہوئی اور نہ ہی قرآن کی طرح تالیف شدہ ہے اور نہ ہی مستند بہ معجزوں سے بھری ہوئی ہے لیکن وہ انھیں غور سے روایہ تک جاتی ہے اور بار بار اس کو

پڑھا جاتا ہے یہ ہی وہ خبر وارد ہوتی ہے جو آنحضرتؐ سے بار بار منقول ہوتی ہے اور خبر وہ بھی ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے وضاحت کے ساتھ بار بار دہرائی جاتی ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے۔ "لَتَسْمِعَنَّ النَّاسَ مَا نَزَّلَ إِلَيْهِمْ" ترجمہ: تاکہ تم لوگوں کے سامنے ان حقائق کی وضاحت کرو جو ان کی طرف نازل کئے گئے ہیں۔ (سورہ النحل الاية: ۳۴)

قرآنی ہدایات سے ہم کو یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس دوسری قسم کی وحی کی اطاعت کو واجب ٹھہرایا اس کا نام سنت یا حدیث ہے جس طرح پہلی قسم کی وحی متلو یعنی قرآن حکیم کے احکام و ہدایات کی پیروی کرنا فرض ہے اسی طرح وحی غیر متلو کے احکام و ہدایات کو ماننا بھی واجب ہے اور ان دونوں میں کسی طرح کا فرق نہیں ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

"وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ" (سورۃ النساء الاية ۵۹)

ترجمہ: اور خدا کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو)

اس طرح پہلی بنیاد قرآن مجید قرار پائی اور دوسری بنیاد سنت کہی جاتی ہے اور اس پر خبر کا اطلاق ہوتا ہے۔ (حوالہ الاحکام فی اصول الاحکام علامہ ابن حزم انظارہری: ۲۸/۱ المطبوعہ بمکتبہ مصر ۱۳۴۵ھ ۱۳۴۵ھ)

سنت اور اصطلاح کی زبان میں خبر کی تعریف | الخبز حبیب خ اور ب

الخبز سے مشتق ہے الخبز ایسی زمین کو کہتے ہیں جو نرم اور گدگدی زرخیز ہوتی ہے اس پہلو سے خبر کو خبر اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس سے بہت سے لوگوں کو فائدہ حاصل ہوتے ہیں جس طرح نرم زمین اس وقت بہت گد و فبار اڑاتی ہے جب اس پر کھروائے گھوڑوں کے کھردھنستے ہیں۔ خبر توں کی مخصوص قسم کہلاتی ہے اور

زبانی کلام کی بھی مخصوص قسم ہوتی ہے اور اس کو قول کے علاوہ جگہوں پر بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسے شاعر کا یہ قول: "تخبسك العینان والقلب کا تم۔" ترجمہ: (راکتیں تم کو خبر دیتی ہیں اور دل اس کو چھپائے رکھتا ہے کیونکہ وہ خاموش رہتا ہے) اور غری کا یہ شعر:

یمنی من غریبان یبسی علی شریعہ: یخبرنا ان الشعوب الما صدع
یہ ایسے اجنبی لوگوں کی طرف سے خبر آئی ہے جس کی کوئی ٹھوس بنیاد نہیں
اور یہ خبر ہم کو یہ بتا رہی ہے کہ قبیلے آپسی لڑائی جھگڑوں میں مشغول ہیں۔
بحار اسمرقندی ابو بکر محمد بن محمد: میزان الاصول فی نتائج العقول: ۲۲ المطبوعہ دار
ایجاد التراث الاسلامی۔ قطر ۱۴۱۸ھ

اصطلاحی زبان میں خبر اس کو کہا جاتا ہے جو سچ یا جھوٹ سے خالی نہیں ہوتی اور
لغت میں خبر کا مخصوص صیغہ ہے جس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ کوئی خبر دی جا رہی ہے
جیسے کہا جائے زید کھڑا ہوا ہے اور عمرو بیٹھا ہوا ہے یا اس طرح اور دوسرے جملے
استعمال کئے جائیں یہ سب خبر کہلاتی ہیں اور اشعر یہ کا یہ مسلک ہے کہ خبر کا مخصوص
صیغہ نہیں ہوتا جو یہ بتاتی ہے کہ جو خبر دی جا رہی ہے اس میں فتنہ و فساد کی
امید ہے اس پہلو سے اہل سنت نے خبر کو چار قسموں میں تقسیم کیا ہے ان کے
نزدیک اس میں امر مذہبی کے احکام خبر و معلومات کے حقائق و معارف - امر دنیا
کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ فعل (یہ کام کرو اور نہی یہ ہوتی ہے (لا تفعل) یہ کام مت
کرو۔ اور خبر یہ ہوتی ہے جیسے تم کہو زید گھر میں ہے۔ اور استخبار (یعنی چھان
بین) یہ ہوتی ہے کہ تم کہو (انما ید فی الداس) میں گھر میں زیادتی کرتا ہوں تو
اس صورت میں خبر وہ بھی کہے گی جس کو ہم نے بیان کیا (بحار المصنف فی اصول الفتن)

۱۹۱ علامہ الشیرازی الواسطی الشیخ محمد صالح احمد منصور الباز مکتبہ المکرمۃ ۱۳۸۵ھ
 بعض اہل اصول کے نزدیک مخصوص صیغہ کے ساتھ جو کلام مخصوص ہو اور اسکی فردی جملے
 احساس یا رکب میں لوگوں کو معلومات بتائی جائیں لیکن اس میں اشارہ اور دلالت ضروری
 کر دیا ہی دخل نہ ہو کیونکہ اس صورت میں وہ کلام انہیں ہوگا چاہے اس کے باب
 میں معلومات بیان کر دی جائیں اور ان کا علم حاصل ہو جائے۔ خبر اس کلام
 کو کہا جاتا ہے جو تکلیف کے معنی سے خالی ہو اور کلام پورا کا پورا تعریف اور تکلیف
 میں شامل ہوتی ہے اور تکلیف کا مفہوم امر و نہی ہوتا ہے یعنی وہ خبریں جنہیں
 حکم اور منع کا حکم ہو۔ اس کے برخلاف تعریف خبر اور معلومات فراہم کرتے۔
 پکارنے، تمنا و آرزو کرنے کے ہوتے ہیں اور یہ تمام امور اور حقائق خبر کی
 تعریف اور معنی میں شامل ہوتے ہیں بحوالہ (میزان الاصول ص ۳۲۱)

خبر کی قسمیں | محدثین اور اہل اصول خبر کو متعدد حصوں میں تقسیم کرتے ہیں
 ایک تقسیم اس طرح کی ہوتی ہے کہ وہ خبر جب ہم تک پہنچتی ہے
 تو ہم کو اس پر بھروسہ کرنا ہوتا ہے تو محدثین اور اصولیین اس تقسیم کے باب میں آپس
 میں مختلف ہیں اس کے بعد اصولیین اس باب میں علیحدہ علیحدہ ہو جاتے ہیں اور
 اس کی تقسیم دوسرے پہلو سے کرتے ہیں اس طرح خبر کی تقسیم کے بارے میں ہر مسلک
 اختیار کئے گئے ہیں۔

۱۔ حنفیہ لوگوں کا مسلک (۲) جمہور اہل اصول کا مسلک (۳) بعض اصولیین
 کی رائے (۴) محدثین کی رائے۔

۱۔ حنفیہ حضرات کا مسلک | حنفیوں کا یہ مسلک ہے کہ خبر کی تین قسمیں
 ہیں۔ (۱) خبر متواتر (۲) خبر مشہور (۳)
 خبر احماد۔

(بحوالہ اصول البندادی ص ۱۱۹ علامہ البندادی فخر الاسلام)

فخر الاسلام البنداری تحریر فرماتے ہیں: (آنحضرتؐ سے جو احادیث اور اخبار منقول ہوئی ہیں ان کے بھی مختلف درجات اور مراتب ہوتے ہیں۔ بغیر کسی شک و شبہ کے آنحضرتؐ ایک خبر کا سلسلہ پہنچتا ہو۔ دوسرا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اس میں شکوک و شبہات لفظی ہوتے ہیں تیسرا طریقہ وہ ہوتا ہے جس میں مصنوعی طور سے شکوک و شبہات ہوں۔ خبر کا پہلا درجہ وہ کہلاتا ہے جو متواتر نہ ہو اور جس کو بیان کرنے والے بھی بہت ہوں۔ اور دوسری خبر کی قسم وہ ہے جو مشہور ہو اور حکم بھی بہت سے بیان کر دیں۔ اور تیسری خبر کی قسم وہ ہے جس کو خبر اُحاد کہا جاتا ہے جسکو بیان کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہو۔

جہور اصولین جن میں شافعیہ، مالکیہ اور

۲۔ جہور اصولین کا مسلک | حنبلیہ اور ظاہریہ سب شامل ہوتے

ہیں کا یہ مسلک ہے کہ سنت کو تین قسموں میں بانٹا گیا ہے۔

۱۔ خبر متواتر (۲) خبر اُحاد

ان کے نزدیک خبر مشہور کی علیحدہ سے کوئی تقسیم نہیں کیونکہ یہ کوئی مستقل بالذات قسم نہیں ہے جیسا کہ ابن قدامہؒ نے تحریر فرمایا ہے (جسکو خبر پہنچے تو اس خبر کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے خبر متواتر اور خبر اُحاد لیکن جہور لوگوں کا یہ رائے ہے کہ خبر اُحاد کی دو قسمیں ہو جاتی ہیں۔

(۲) خبر الواحد

۱) الخبر المشہور

بحوالہ روضة الناظر و جنة الناظر: ۴۶ سلامۃ بن قدامة الطبري القاہرہ ۱۱۳۹ھ
و بحوالہ: الاحکام فی اصول الاحکام، ۲۳۳ علامۃ ترمذی سیف الدین الطبري
الصادق القاہرہ ۱۲۳۲ھ

۳۔ بعض اصولین کی رائے | اس باب میں علامہ الماوردی نے منفرد مسلک اختیار کیا ہے وہ خبر کو تین حصوں میں

تقسیم کرتے ہیں۔

(۱) الخبر المستفيض (۲) الخبر المتواتر (۳) خبر الأحاد

علامہ الماوردی تحریر فرماتے ہیں۔ رہی خبریں تو وہ تین قسموں میں منقسم ہوتی ہیں ایسی خبریں جن کو بہت سے بیان کیا ہو اور بہت سے فائدہ اٹھایا ہو (۲) ایسی خبریں جو (۳) وہ خبریں جن کو بہت سے لوگوں

نے بیان کیا ہو۔ بحوالہ (ادب العاضی علامہ الماوردی: ۳۷/۱ و تحیة الارشاد المطبوعہ بغداد ۱۳۹۱ھ)

اور علامہ الترقی کی یہ رائے ہے کہ سنت و فقہ کی زبان میں خبروں کو تین قسموں میں بانٹا جاسکتا ہے۔

(۱) المتواتر والأحاد (۲) خبر نہ تو متواتر ہو اور نہ ہی أحاد ہو (۳) وہ خبر چند آدمی نے بیان کی ہو۔ لیکن زیادہ تر قرینہ یہ بتاتے ہوں کہ یہ خبر صحیح ہے تو اس کو تسلیم کر لیا جائے گا۔

بحوالہ (شرح تنقیح العقول ص ۱۵۱) (العلامة عراقی احمد بن ادیس) مطبوعہ الخیر نمبر (۱۳۳۹ھ)

اوپر کے تحریر سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حنفی، ماوردی اور الترقی سنت کو تین قسموں میں تقسیم کرتے ہیں اگرچہ کسی قدر انہیں ان کے ناموں میں اختلاف پایا جاتا ہے برخلاف اس کے جمہور علماء نے خبر کی ایک قسم خبر شانی بھی مقرر کی ہے۔

۴۔ محدثین کا مسلک | محدثین جمہور اصولین سے سنت کی بنیادی تقسیم میں متفق ہیں وہ بھی سنت خبر أحاد اور خبر

متواتر میں تقسیم کرتے ہیں لیکن وہ خبر واحد کی تقسیم کے باب میں مختلف ہیں وہ خبر واحد کو تین قسموں میں تقسیم کرتے ہیں۔ مشہور، عزیز اور غریب اور اس کو فرد کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے اس سلسلہ میں ڈاکٹر محمود الرحمان اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

”جو خبر ہم تک پہنچی ہے وہ دو قسموں میں منقسم ہوتی ہے اگر یہ خبر جن طریقوں سے پہنچی ہے اگر ان میں تعداد متعین نہیں ہے تو اس کو متواتر کہتے ہیں اور اگر یہ خبر جن طریقوں سے پہنچی ہے وہ متعین تو اس خبر کو اُحاد کہا جاتا ہے اس طرح خبر اُحاد بھی تین قسموں میں منقسم ہو جاتی ہے۔ (مشہور، عزیز اور غریب) بحوالہ مصطلح الحدیث محمود الرحمان صفحہ ۱۸-۲۱ المطبوعہ

دار الکتاب (الاسلامیہ)

سابقہ تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محدثین اور اصولیین خبر کی تقسیم کے بارے میں ضرور آپس میں مختلف ہیں۔ پھر اصولیین بھی آپس میں اس باب میں مختلف ہیں اس تجزیہ کے بعد ہم خبر مشہور کے موضوع پر گفتگو کریں گے جس کو کبھی کبھی خبر مستفیض کہا جاتا ہے اس سلسلہ میں اصولیین اور محدثین کا موقف اس طرح ہے۔

لغت کی زبان میں المشہور کی تعریف | المشہور اسم مفعول ہے جو مصدر مشہر بشہر سے

ماخوذ ہے جیسے کہا جاتا ہے ”شہرت الامر“ تم نے معاملہ کی شہرت کو کیا اور علانیہ طور پر اس کو ظاہر کر دیا اور اس اعتبار سے سبب المشہور کر دیا گیا یہاں کو لغت لسان العرب میں منقول ہے۔ (مشہور، فہرہ، الشیء فی سنۃ معنی

بشهر الناس وفي الحديث من

قرب مذلة : واشهرة

وقال ابن سيدة : " اشهر الله والمعروف من الايام منى بذلک منه
يشهرا وفيه علامة ابتداءه وانتهائه (لسان العرب)

کتاب الشين باب السرا (تحقیق علی مشتری)

(شہر کا لغت میں یہ مفہوم ہے کسی چیز کو اس انداز میں ظاہر کرنا کہ سب
لوگ اس کو جان جائیں اور لوگوں میں اس کی شہرت ہو جائے جیسے حدیث میں
ہے جو شہرت کے لباس میں ملبوس ہوتا ہے خدا تعالیٰ اس کو رسوائی اور ذلت
کا لباس پہنا دیتا ہے اور ابن سیدہ کا یہ کہنا ہے کہ اشہر اس مخصوص معروف
مہینہ کو کہا جاتا ہے جو بہت سے دنوں سے ملکر بنتا ہے اور اسی لئے شہر کو
مہینہ کہا جاتا ہے کہ اس کی شہرت چاند سے ہو جاتی ہے اور اس میں ابتداء اور
انتہا کی نشانی ہوتی ہے) (بحوالہ لسان العرب کتاب الشين)

فقہی اصطلاح میں المشہور کا مفہوم مختلف ہے اور اس کی چار تفریضیں بیان
کی گئی ہیں۔ (۱) حنفیہ کے نزدیک المشہور کا مفہوم (۲) جمہور اصولین کے نزدیک
المشہور کا مفہوم (۳) بعض اصولین کے نزدیک المشہور کا مفہوم (۴) محدثین
کے نزدیک المشہور کا مفہوم۔

۱۔ حنفیہ کے نزدیک خبر مشہور کا مفہوم | حنفیہ المشہور کو سنت کی
متعلق قسم قرار دیتے

میں اور یہ وہ قسم ہوتی ہے جس میں صحت کی مشابہت تو ہوتی ہے لیکن معنی
کی نہیں یعنی اس کو اصل میں اُحاد میں سے شمار کیا جاتا ہے آغاز میں یہی
مفہوم تھا پھر دوسری صدی میں خبر کے اتنے متعدد مفہوم مقرر کئے

گئے کہ ان کے جھوٹ کے بارے میں کثرت کے سبب متفق ہونا ناممکن تھا اس نے علماء خبر کے متعدد مفہوم قبول کرتے گئے لیکن حنفیہ کے نزدیک المشہور کا مفہوم اس حدیث کا ہوتا ہے جس کو اتنے زیادہ راویوں نے بیان کیا ہو جن سب کے جھوٹ کے بارے میں متفق ہونا ناممکن نظر آتا ہو اس نے علماء نے اس مفہوم کو قبول کر لیا اور اسی پر سب عمل کرنے لگے۔ لیکن اصل کے اعتبار سے یہ آماد کی قسم میں سے ہوتی ہے اور فرعی پہلو سے اس کو مستواتر خبر کہا جاتا ہے جیسا کہ علامہ عبدالعزیز النجاریؒ نے وضاحت فرمائی ہے وہ تو خبر کرتے ہیں (خبر مشہور کا مفہوم ہو تا ہے کہ اس میں صورتاً تو مشابہت ہوتی ہے لیکن معنوی پہلو سے یکسانیت نہیں ہوتی اور اس کو اس پہلو سے خبر متصل کے نام سے مرسوم کیا جاتا ہے لیکن اصل کے اعتبار سے اس کو بھی خبر احادیثی مانا جاتا ہے اور دونوں صورت یکسانیت پائی جاتی ہے اھب امت اسلامیہ اپنی عدالت اور مذہبی عدم توازن کے سبب اس کو قبول کر لیتی ہے تو خبر مشہور خبر مستواتر کے درجہ میں شریک ہو جاتی ہے اعتباراً اور بھروسہ دوسری اور تیسری صدی ہجری تک۔ رہا اس کی شہرت ہوتی رہی لیکن بعد کی صدیوں میں اشتہار کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ ان صدیوں میں خبر آماد بہت مشہور ہو گئی تھی اور خبر مشہور کو لوگ بھول چکے تھے۔ (۱) بحوالہ کشف الاسرار شرح اہول البزوری ۲۰/۶۸۸ علامہ عبدالعزیز النجاریؒ المطبوعہ مکتبۃ الصالح قسطنطنیہ

سابقہ تجزیہ سے یہ نتائج نکلتے ہیں کہ حنفیہ کے نزدیک المشہور اس خبر کو کہا جاتا ہے جس میں تین شرطیں موجود ہوں۔

(۱) خبر مشہور آماد کی اصل سے ہو (۲) خبر مشہور خیر القرون کے زمانہ میں اس

طرح پھیل گئی، ہو کہ وہ تراثر کی حد کو پہنچ گئی (۳) انھیں صدیوں کے علمائے فقہ مشہور کا بھی مفہوم اخذ کیا، ہو اور اس پر ان کا عمل رہا ہو۔

خبر اُحاد جب ان تین شرطوں سے متصف ہو تو اس کو مشہور کیا جاتا ہے حنفیہ اپنے اس موقف کی تائید میں انجھوڑا کی اس حدیث کو بیان کرتے ہیں جس میں آپ نے فرمایا: "خیر القردن قرنی ثم اللذان یلونہم"

ترجمہ: سب سے بہترین دور میل ہے پھر اس کے بعد جو میرے بعد آئیں یعنی صحابہ تابعین کا۔ (رداء البخاری رقم الحدیث ۱/۲۳۵) باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یہ بنیادی حقیقت ہے کہ جب اس زمانہ کے لوگوں نے خبر اُحاد کو قبولیت دے دی ہو اور اسی کے مطابق ان کا عمل رہا ہو تو یہ ان کے اجماع کی نشانی ہے اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو تسلیم کر لیا۔ ان دوروں کے علماء کا یہ اجماع بہت مضبوط کہلائے گا اور ایسی صورت میں اجماع کا درجہ اُحاد اور متواتر سے بھی بڑھا ہوا ہوگا۔

اس نے بعض اصناف مخصوص طور پر حنفیہ فقہ کے بانی علامہ ابو بکر الحصاصی کی یہ رائے ہے کہ مشہور خبر متواتر خبر خفی قسم میں شریک ہے اور اس کو اُحاد کی قسموں میں شامل نہیں کیا جائے گا جیسا کہ امام السرخسی نے تحریر فرمایا ہے۔ امام ابو بکر الرازی نے تحریر فرماتے ہیں کہ فقہ مشہور بھی متواتر کی ایک قسم سمجھی جائے گی اور اس مفہوم میں کہ ایسی خبر سے لوگوں کا یقینی علم مضبوط ہوتا ہے۔ بحوالہ اصول السرخسی۔ بولانا السرخسی شمس الائمہ ۱/۲۹۸ مطبوعہ مطبعہ دار

الکتاب القاہرہ ۱۹۷۲ء

۲۔ جمہور اصولین کے نزدیک خبر مشہور کا مفہوم | جمہور اصولین شافعی حنبلیہ اور جمہور

مالکیہ کی خبر مشہور کے بارے میں یہ رائے ہے کہ یہ بھی خبر اُحاد ہی کی ایک قسم ہے ان کے نزدیک یہ علیحدہ سے سنت کی کوئی قسم نہیں ہے جمہور کے نزدیک خبر اُحاد اس کو کہتے ہیں جس میں خبر متواتر کی شرطیں نہ پائی جاتی ہوں جیسا کہ علامہ شیرازی نے کتاب الملح میں تحریر فرمایا ہے۔

(واعلم ان خبر الواحد ما عن حد التواتر) (کتاب الملح

للعلامة الشيرازي صفحہ ۱۶۴)

ترجمہ: اور جان لو کہ خبر اُحاد اس کو کہا جاتا ہے جو خبر متواتر سے بالکل نزدیک نہ ہو۔

جمہور کے نزدیک خبر مشہور اس کو کہتے ہیں جن کی درج ذیل متعدد تعریفیں بیان کی گئی ہیں علامہ سیف الدین الدمدی الشافعیؒ تحریر فرماتے ہیں: (خبر الواحد ان نقله جماعة وتزيد على الثلاثة او الاربعه سمي مستيقضاً مشهوراً) (الاحكام في اصول الاحكام جلد ۲، ص ۴۹)

ترجمہ: خبر اُحاد کو اس کو کہتے ہیں جس کو ایک جماعت نقل کرے اس جماعت کی تعداد تین یا چار سے اگر زائد ہو جائے تو اس خبر کو مستیقض مشہور کہا جائے گا۔

علامہ ابن النجار الحنبلیؒ اس طرح تحریر فرماتے ہیں: (فداخل في الاحاد من الاحاد اثنا عشر ما عرف بانه مستيقض مشهور، وهو ما زاد نقله على ثلاثة عدول، ولا بعد ان يكون اربعة فصاعداً وقيل ما زاد نقله على واحد فلا بد ان يكونوا اثنين فصاعداً وقيل له ما ارتفع عن صنف الاحاد ولم يلتحق المتواتر بشرح

المکراکب المنیر و تحقیق و ادبہ النزمیل و فیروز محمدی ۲۶/۲ کلیہ
 الشریعة الکتاب (القاسم مکة المکرمة) العلامة ابن النجاشی (العقل)
 ترجمہ (احاد میں وہ حدیثیں شامل ہوتی ہیں جو اس پہلو سے مشہور ہوں کہ وہ
 مستفیض مشہور ہوں اور جن کو تین عادل دگ بیان کریں اور یہ بھی ضروری ہے
 کہ ان کی تعداد چار سے زائد ہو اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نقل کرنے والے ایک یا
 دو سے زائد ہو اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خبر احاد اس کو کہا جاتا ہے جو احاد کے
 صنف سے بلند ہو لیکن متواتر کے درجے کو نہ پہونچے)
 خلاصہ کلام یہ نکلتا ہے کہ جمہور کے نزدیک خبر مشہور اس کو کہا جاتا ہے
 جس میں حسب ذیل شرطیں پائی جاتی ہوں۔

(۱) خبر مشہور اس کو کہتے ہیں جس کو ایک عادل جماعت نقل کرے جس کی تعداد
 تین یا چار سے زائد ہو۔

(۲) خبر مشہور اس کو کہتے ہیں جس کو ایک فرد یا زیادہ سے زیادہ بیان کریں۔

(۳) خبر مشہور کمزور احاد سے زیادہ مضبوط ہوتی ہے لیکن اس کا درجہ تواتر
 کے درجہ کو نہیں پہنچتا۔ پھر یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ جمہور خبر مشہور کو
 خبر احاد کے برابر درجہ دینے میں باہم متفق نہیں لیکن اس پہلو سے سب باہم
 متفق ہیں کہ خبر احاد سے بڑا درجہ خبر مشہور کو حاصل ہے جبکہ خبر احاد ہی کا وہ
 بھی ایک حصہ ہے کہ ابتداء میں خبر مشہور جن راویوں سے منقول ہوتی ہے
 وہ ابتداء میں تعداد میں ایک ہی ہوتا ہے لیکن بڑھتے بڑھتے اس کے بیان
 کرنے والوں کی تعداد تین تک ہو جاتی ہے جیسا کہ علامہ ترمذی نے ابن العیثم
 کا مضبوط فیصلہ ہے یا راویوں کی تعداد خبر مشہور میں دو تک ہو جاتی ہے

جیسا کہ ابن اللہام کا مسلک ہے، جمہور اس بات پر بھی ایک رائے ہیں کہ خبر واحد
 میں بہت سے لوگ شامل ہو جائیں اور اس کی تصدیق کر دیں اور اس پر عمل کرنے
 لگیں تو اس کا مقام خبر آحاد سے بھی بڑھ جاتا ہے اور اس کا مضمون علم کے
 درجہ پر پہنچ جاتا ہے اسی طرح جس طرح تمام لوگ شخص واحد کے وجوب عمل پر
 متفق ہوتے ہیں اس سلسلہ میں جمہور کا مضبوط مسلک یہی ہے کہ خبر مشہور و کمزور
 خبر آحاد سے بھی زیادہ بلند درجہ حاصل کر لیتی ہے اور تو اتر کے مقام کو نہیں
 پہنچتی ہے اور اکثر مباحث امت اس کو اس لئے قبول کر لیتی ہے کہ بہترین زمانوں
 کے لوگوں نے اس کو تسلیم کر لیا ہے یا بعض لوگوں نے اس کے مطابق عمل بھی
 کر لینا شروع کر دیا ہو یا بعض لوگوں نے اس سلسلہ میں کوئی تاویل کی ہو
 جمہور کا یہ مسلک ہے کہ خبر مشہور حدیث عمل کو واجب قرار دیدیتی ہے اور
 اس سے عمل کا بھی وقوع ہوتا ہے۔ بحوالہ کتاب التمع للعلامة الشیرازی
 ص/ ۱۶۵ جیسا کہ ابن النجار نے شرح الکواکب المبین جلد ۲/ ۳۵۰-۳۵۲
 میں تحریر فرمایا ہے (میرا مسلک اور رجحان بھی یہ ہی تھا اور اسی رائے
 کو میں مضبوط سمجھتا تھا پھر مجھ پر یہ بات واضح ہوئی کہ جو مسلک اس سلسلہ
 میں پہلے اختیار کیا تھا وہ ہی زیادہ بھلا ہے اس لئے کہ ان پیغمبر کے تحت جو
 غلطیوں سے معصوم ہیں غلط اور کمزور نہیں ہوتا اور آنحضرت کے معصوم
 عن الخطاء ہونے کے سبب تمام امت کا اس پر اجماع ہو گیا) اور ابن قاضی
 المحیل اس طرح تحریر فرماتے ہیں (مذہب الحنابلہ ان اخبار الآحاد
 المتلقاة بالقبول تصح لا نبات اصول الديانات) (شرح
 الکواکب المبین ۲/ ۳۵۰-۳۵۲۔ للعلامة ابن النجار)

ترجمہ: اس باب میں عنابیوں کا یہ مسلک ہے کہ وہ اتحاد خبریں جن کو زیادہ لوگ بیان کریں اور کثرت ان کو قبول بھی کر لے تو دیانت کے اصول کے مطابق وہ اتحاد خبریں درست تسلیم کر لی جائیں گی

۳۔ بعض اصولین کے نزدیک خبر مشہور کا درجہ (الف) اس سلسلہ میں ظاہر

کا مسلک ہے کہ خبر مشہور کو حدیث کی قسموں میں درجہ نہیں ملے گا ان کے نزدیک حدیث دو قسموں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔

(۱) حدیث متواتر (۲) حدیث اتحاد

اتحاد ان حدیثوں کو کہا جائے گا جو تواتر کے درجہ کو پہنچے جائیں چاہے راویوں کی تعداد تین یا تین سے زیادہ ہو جائے علامہ ابن قززمؒ کا بھی یہی مسلک ہے۔

والیضاً فلان الخبر واحد راوی من طرق ثلاثة او اربعة او اکثر من ذلك فهو خبر واحد (الاحکام فی اصول الاحکام للسلامة بن عزم انطاہری جلد ۱/۱۲)

وہ خبر جس کو تین یا چار یا اس سے زیادہ افراد نے بیان کیا ہو وہ اتحاد کے درجہ میں ہوگی۔

بنیادی سبب یہ ہے وہ خبر جس کو ایک عادل شخص نے بیان کیا ہو وہ چاہے زیادہ راویوں کے طریقوں سے بیان ہوئی ہو یا نہیں اور چاہے اس کو امت اسلامیہ کی اکثریت نے قبول نہ کیا ہو ظاہر یہ کہ نزدیک اس پر عمل ضروری ہے اور ایسی حدیث کے مضمون کو علم کے برابر درجہ ملے گا۔ اور اتحاد خبروں کا درجہ بھی خبر مشہور اور خبر واحد کے برابر ہوگا اس لئے ظاہر یہ خبر مشہور کا اعلیٰ کی

فصولی قسم قرار نہیں دیتے۔

ب) علامہ شوکانی کا مسلک | علامہ شوکانی کا اس باب میں دوسرا مسلک ہے وہ اُحاد خبروں کو تین قسموں میں

بانتے ہیں۔ (۱) المستفیض (۲) المشہور (۳) خبر الواحد
علامہ شوکانی خبر مشہور کی جو تریف بیان کرتے ہیں وہ ہی حنفیوں کا مسلک ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں:

والقسم الثالث المشہور وهو ما اشتهر ولو فی القرن الثانی او الثالث الى حد یقله ثقات لا یتوهم تو علی الکذب ولا یعتبر المشہور بعد القرنین - (ارشاد الفحول للعلامة الشوکانی ص/۳۳)

(المطبوعة ادارة الطباعة المنيرة دمشق ۱۳۴۸ ہجری)

اور تیسری قسم مشہور ہے اور جس کی شہرت دوسری یا تیسری صدی میں اس حد تک رہی ہو کہ اس کو اس قدر بھروسہ مند راویوں نے بیان کیا ہو جن کا جوٹ پر متفق ہونا ناممکن ہو اور جس کی شہرت کا اعتبار دو صدیوں کے بعد نہ ہو گا۔

محمد ثنین کے نزدیک خبر مشہور کا مفہوم | بیساکر سابقہ میں بیان کر چکے ہیں جہور محمد ثنین

کے نزدیک حدیث کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ متواتر اور اُحاد۔ پھر اُحاد کی تین قسمیں ہوتی ہیں۔ (۱) المشہور (۲) العزیز (۳) ایسی غریب جس کو ایک شخص نے ہی روایت کیا ہے۔ اس سلسلہ میں بعض لوگوں کا یہ مسلک ہے کہ خبر مشہور بذات خود مستقل قسم ہے (بحوالہ الحاکم وابن الصلاح وغیرہما)

کیونکہ ان کے نزدیک خبر مشہور حدیث کی ایک مستقل قسم ہے۔ محدثین کا اس باب میں اختلاف ہے کہ خبر مشہور کی کیا تعریف ہے۔ پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کے نزدیک مشہور حدیث کی کوئی ایک تعریف نہیں ہے۔ متقدمین محدثین میں وہ لوگ شامل ہیں جو علامہ ابن حجر العسقلانی سے قبل ہوئے ہیں یعنی وہ محدثین آٹھویں صدی کے اخیر میں ہوئے ہیں وہ مشہور کی تعریف دوسرے طریقہ سے بیان کرتے تھے یہاں تک کہ علامہ الحافظ ابن حجر کا دور مبارک آیا۔ اور انھوں نے مخصوص اسلوب میں مشہور کی تعریف بیان کی۔ خبر مشہور کی جامع اور مکمل تعریف بیان کی اور اس کے نئے مخصوص شرطوں کی بھی وضاحت فرمائی۔ اس زمانہ کے محدثین سے لیکر موجودہ زمانہ کے محدثین نے حافظ ابن حجر کے رائے ہی کو اختیار کیا ہے اور سب لوگ اپنی تصنیفوں میں متفق طور پر اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اس تذکرہ کو ہم اس طرح بیان کر سکتے ہیں: "ان

المحدثین ينقسمون الى طبقتين في تعريف المشهور؛

(۱) طبقة المتقدمين (۲) طبقة المتأخرين واليد آراءهم۔
ترجمہ: خبر مشہور کی تعریف کے باب میں محدثین دو طبقات میں منقسم ہوتے ہیں۔ پہلا طبقہ متقدمین محدثین کا ہے دوسرا طبقہ متأخرین محدثین کا ہے۔ اس باب میں محدثین کی کیا رائیں ہیں انکو قارئین کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔

متقدمین محدثین کے نزدیک حدیث مشہور کا مفہوم

کے جمہور متقدمین کا اس سلسلہ میں یہ مسلک رہا ہے کہ حدیث مشہور حدیث

کی مستقل قسم ہے بعض مستندین کی یہ رائے تھی کہ متواتر حدیث بھی مشہور حدیث کی ایک قسم ہے۔ مشہور حدیث الحاکم نے اپنی تصنیف (معرفۃ علوم الحدیث) میں حدیث مشہور کا کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے لیکن اس کو مستند قسموں میں تقسیم کیا ہے حدیث مشہور صحیح اور حدیث مشہور غیر صحیح، حدیث مشہورہ ہیں وہ حدیثیں بھی شامل ہوتی ہیں جن میں خاص اور عام ہوں اور احادیث مشہورہ انکو کہا جاتا ہے جن کی اہل علم واقفیت رکھتے ہیں اس کی توضیح اس طرح کی جاتی ہے اور اہل علم ان کی حقیقت کے بارے میں جانتے ہوں اور مشہور حدیثوں میں غیر صحیح حدیثیں بھی شامل ہوتی ہیں کیونکہ بہت سی حدیثیں ایسی ہیں جو صحیح حدیثوں میں تو مروی نہیں ہوتی ہیں لیکن وہ بہت مشہور ہو گئی ہیں جیسے انعمونہ کی یہ حدیث (طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ) (علم کا سیکھنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے)

یہ حدیث "نفس اللہ امرأ سمع مقالۃ فوعاها" (خدا تعالیٰ اس شخص کو خیر آباد رکھے جس نے میری بات سنی اور اس کو محفوظ کر لیا)

یہ حدیث "لا نکاح الا بولی" (نا بایع کا نکاح بغیر ولی کے جائز نہیں) اس کے علاوہ مستند مشہور احادیث ایسی ہیں جو صحیح سندوں سے نقل ہوئی ہیں جیسے "انما الاعمال بالنیات" (نیک اعمال کا مقصد نیک نیتوں پر ہے) اور ہر ایک کو اس کا بدلہ ملتا ہے جس کی اس نے نیت کی، (ہم) یہ حدیث "ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعاً ینتزہ من الناس" (بے شک خدا تعالیٰ اس وقت تک علم کو نہیں اٹھا لیتا ہے، جب تک لوگ علم کے حصول و طلب میں لگے رہتے ہیں) (باقی صفحہ ۲۶ پر)